اسلامی بینکاری ومالیات کی ترویج: پروفیسر ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ کی خدمات کا جائزہ

حافظ حبیب الرحمن *

محمد اصغر شہزاد **

Abstract

The end of the twentieth century and the beginning of the 21st century witnessed many intellectual and academic contributions in the field of Islamic Sciences. Dr. Mahmood Ahmad Ghazi (d. 2010), a renowned scholar of Islamic law and jurisprudence, Islamic Finance played a very significant role in the process of Islamization of laws and the economy in Pakistan. His contribution to Islamization of economics and financial system as an academician, Judge, member council of Islamic Ideology, member Commission for Islamization of Economy (CIE) and member Sharī'ah supervisory Board in State Bank of Pakistan, Takaful Pakistan and Bank of Khyber. The main objective of this paper is to focus on the efforts and contributions of Dr. Mahmood Ahmad Ghazi regarding Islamic Economics, Islamic Banking, and finance.

Keywords: Islamic Banking, Takaful, Riba, Federal Shariat Court, CII Shariat Appellate Bench SC.

تعارف:

اسلامی بینکاری سے مراد سود سے پاک ایک ایسا نظام ہے جو اسلامی اصولوں پر مبنی ہے۔ اسلامی بینکاری کی تاریخ چار دہائیوں پر مشتمل ہے؛ نہ صرف پاکستان بلکہ عالم اسلام میں اسلامی معاشیات اور اسلامی بینکاری کے حوالے سے کوششیں کی گئیں۔ ابتدا میں انفرادی سطح پر یہ سوچ پیدا ہوئی اور بالآخر اس نے اجتماعی شکل اختیار کر لی اور ایک اسلامی بینکاری نظام عملی طور پر متعارف کرادیا گیا۔ اسلامی بینکاری کے مختلف تجربات بھی سامنے آئے جن میں مصر کا میت غمر بنک ۱۹۶۳ء اور ملائیشیا میں تبونگ حاجی ۱۹۶۹ء سر فہرست ہیں۔ ان کے علاوہ برصغیر میں بھی اسلامی مالیاتی اداروں کے لیے چند کوششیں کی گئیں جو کہ نجی سطح پر تھیں جبکہ باقاعدہ سرکاری سطح پر مصری حکومت نے ۱۹۷۱ ءمیں ایک بنک قائم کیا جس کا نام ناصر سوشل بنک تھا۔ اسلامی ترقیاتی بنک کا قیام ۱۹۷۵ء کو عمل میں لایا گیا اور بعد میں دوبئ اسلامی بنک قائم ہوا۔ کویت میں کویت فنانس ہاوس ۱۹۷۷ء میں قائم ہوا۔

* چئیر مین، شعبہ تربیت، شریعہ اکیڈمی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد۔

** لیکچر، شعبہ تربیت، شریعہ اکیڈمی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد۔

بلاشبہ پاکستان ایک نظریاتی ریاست ہے اور اس میں اسلامی قوانین کا نفاذ ضروری ہے۔پاکستان کے آئین میں یہ بات صراحت سے لکھی ہے کہ پاکستان کا کوئی قانون اسلام سے متصادم نہیں ہوگا۔ قائد اعظم محمد علی جناحؒ نے جولائی ۱۹۴۸ء کو اسٹیٹ بنک کے افتتاح کے موقع پر کہا:

"مغربی معاشی نظریہ اور عمل کا نفاذ ہمیں ایک خوش حال معاشرہ اور قناعت پسند افراد بنانے میں کوئی مدد نہیں کرے گا۔ہمیں ایک اسلامی معاشی نظام، جو کہ اسلامی عدلِ اجتماعی اور مساوات کے اصولوں کے تحت قائم ہو پر کام کرکے اپنی تقدیر خود بنانی ہوگی۔اور دنیا کے سامنے اسے پیش کرنا ہوگا۔"[1]

پاکستان میں اسلامی بینکاری کے حوالے سے عملی کام سن ۱۹۷۹ء میں شروع ہوا ۔ اس حوالے سے اسلامی نظریاتی کونسل کو یہ ذمہ داری سونپی گئی کہ وہ اسلامی معیشت کے اصولوں سے ہم آہنگ ایسا قابل عمل طریق کار وضع کرے جس سے سودی معاشی اور مالیاتی نظام سے چھٹکارا حاصل ہو سکے۔ اسلامی نظریاتی کونسل نے ماہرین معیشت اور بنکاروں کے تعاون سے ایک عبوری رپورٹ نومبر ۱۹۷۸ءاور حتمی رپورٹ فروری ۱۹۸۰ء میں مکمل کی جسے چند ترامیم کے بعد جون ۱۹۸۰ء میں کونسل نے منظور کرلیا۔پہلی رپورٹ میں ملک کے تین مالیاتی اداروں نیشنل انویسٹمنٹ ٹرسٹ، آئی سی پی میوچل فنڈ اور ہاوس بلڈنگ فنانس کارپوریشن سے سود کے خاتمے کا اعلان کیا گیا جس پر یکم جولائی ۱۹۷۹ء کو عمل دارآمد کیا گیا۔

اپریل ۱۹۷۹ء میں اسٹیٹ بنک آف پاکستان نے چھ ورکنگ گروپ قائم کیے تاکہ معاملے کا جائزہ لیا جا سکے اور معاشی نظام کو سود سے پاک کیا جا سکے۔ان ورکنگ گروپوں نے دسمبر ۱۹۷۹ء میں اپنی رپورٹیں پیش کیں۔ اس کے علاوہ پاکستان بنکنگ کونسل نے بلا سود نظام بینکاری کے نفاذ کے لئے اعلیٰ سطحی ٹاسک فورس قائم کی جس نے ۱۹۸۰ ء میں اپنی رپورٹ پیش کردی۔۱۹۸۰ء کے آخر میں اسٹیٹ بنک آف پاکستان نے تمام تجارتی بنکوں کو یہ حکم جاری کیا کہ وہ ۱۹۸۱ء سے اپنے معاملات غیر سودی بنیادوں پر قائم کرنے کے پابند ہوں گے۔اسٹیٹ بنک کے اس حکم نامے کے پیش نظر حکومتی

---

[1] "The State Bank of Pakistan: A Symbol of our Sovereignty", Muhammad Ali Jinnah, accessed July 19, 2017 ,http://www.jinnah.pk/2009/09/27/the-state-bank-of-pakistan-a-symbol-of-our-sovereignty/

تحویل میں موجود تجارتی بینکوں کی ۷۰۰ برانچوں نے یکم جنوری ۱۹۸۱ء کو نفع و نقصان کی بنیاد پر غیر سودی کھاتے کھولنے کی اسکیم شروع کی۔ جون ۱۹۸۴ء کو وزیر خزانہ نے اپنی بجٹ کی تقریر میں سودی نظام کے خاتمے کے حوالے سے ایک ٹائم ٹیبل کا اعلان کیا۔ اس تجربے کے بعد محسوس یہ ہوا کہ غیر سودی بینکاری میں سرمایہ کاری مارک اپ کے گرد گھوم رہی ہے۔ اسلامی نظریاتی کونسل نے جو حتمی رپورٹ پیش کی اس میں مارک اپ کے علاوہ اور بھی سرمایہ کاری کے طریقے تجویز کیے تھے لیکن ان طریقوں کی تنفیذ میں عدم دلچسپی کی وجہ سے مارک اپ کو ہی اختیار کیا گیا جس کی اسلامی نظریاتی کونسل اور علماء نے صرف چند عملی مشکلات کی وجہ سے وقتی طور پر استعمال کرنے کی اجازت دی تھی۔

جون ۱۹۹۰ء میں مالی معاملات بھی شریعت کورٹ کے دائرہ کار میں شامل ہوگئے اور سود کے خلاف اپیلوں کی سماعت شروع ہو گئی۔ وفاقی شرعی عدالت نے تمام متعلقہ قوانین اور تجارتی معاملات پر غور کیا اور اس کے بعد تفصیلی فیصلہ کیا کہ سود جس قسم کا بھی ہو اور جس مقصد کے لیے بھی لیا جائے، ربا کے زمرے میں آتا ہے اور اسلام کے قوانین کے مطابق مطلقاً حرام ہے۔ اس فیصلے کی رو سے حکومت پاکستان کو ۳۰ جون ۱۹۹۲ء تک کا وقت دیا گیا تاکہ وہ بینکاری نظام کو شرعی اصولوں پر استوار کرے۔ اس کے بعد یونائیٹڈ بنک نے اپیل دائر کی جس پر سپریم کورٹ کے شریعت اپیلنٹ بینچ نے سماعت کے بعد معاملہ دوبارہ وفاقی شرعی عدالت کو بھیج دیا جو تاحال التوا کا شکار ہے ۔

پروفیسر ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ کی فقہی خدمات میں سے قابل ذکر کاوش غیر سودی معاشی نظام کے لیے کوشش ہے۔ پاکستانی معیشت کو اسلامی اصولوں پر استوار کرنا ڈاکٹر غازی مرحوم کا خواب تھا؛ چونکہ معیشت میں بینکاری نظام کو بنیادی اہمیت حاصل ہے لہٰذا اولیں ترجیح کے طور پر پاکستان میں بینکاری نظام کو سود سے پاک کرنے کے لیے کوششوں میں وہ بھی شریک سفر ہوگئے۔ اس سلسلے میں آپ نے مختلف اسلامی ممالک کے معاشی نظام کا جائزہ لیا اور سفارشات مرتب کیں۔ پاکستان کا معاصر غیر سودی / اسلامی بینکاری

نظام جس درجے پر اس وقت ہے اسے بجا طور ڈاکٹر محمود احمد غازی، مفتی تقی عثمانی اور عشرت حسین (سابق گورنر اسٹیٹ بنک) اور دیگر رفقاء کی کاوشوں کا ثمر قرار دیا جاسکتا ہے۔[2]

البتہ ڈاکٹر غازیؒ مروجہ اسلامی بینکاری میں رائج اسالیب تمویل کی بجائے شرکت و مضاربت کو سودی بینکاری کا صحیح متبادل تسلیم کرتے تھے، رقمطراز ہیں:

"دراصل سود کے خاتمے کے بعد اس کا حقیقی، اصلی اور مستقل طور پر قابل عمل متبادل مشارکہ اور مضاربہ ہی ہیں۔ تجارت اور سرمایہ کاری کے باب میں اسلام کی بنیادی تعلیمات کی روشنی میں مسلمان فقہاء نے جو دو اہم ادارے تشکیل دیئے ہیں وہ مشارکہ اور مضاربہ ہی کے تھے۔"[3]

ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ ایک ہمہ گیر شخصیت تھے، جنہیں اسلامی قانون، اسلامی معاشیات اور بینکاری کے علاوہ دیگر علوم میں دسترس حاصل تھی۔ آپ کی خدمات کے حوالے سے متعدد محققین نے کام کیا ہے جس کی تفصیل کچھ یوں ہے۔

جناب پروفیسر ڈاکٹر علی اصغر چشتی نے پروفیسر ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ۔ شخصیت اور خدمات کے موضوع پر مضمون لکھا جس میں انہوں نے پروفیسر ڈاکٹر محمود احمد غازی صاحب کی شخصیت اور خدمات کے حوالے سے ایک جامع مقالہ لکھا۔ اس مقالہ میں ان کی مختلف علمی اداروں میں خدمات پر روشنی ڈالی گئی جیسے دعوۃ اکیڈمی، شریعہ اکیڈمی۔ ان کی تصانیف کے علاوہ ان کے انتظامی عہدوں کے بارے میں بھی تفصیلات ذکر کیں۔[4]

جناب محبوب الرحمٰن قریشی اور جناب ڈاکٹر عبد اللہ نے ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ کی فقہی خدمات کا تحقیقی جائزہ کے عنوان کے تحت ڈاکٹر غازیؒ کی فقہی خدمات پر روشنی ڈالی۔ اس مضمون میں انہوں نے ان پانچ ذیلی مضامین کے تحت بحث کی: حکم شرعی، حکم شرعی کے مآخذ اور مصادر، اصول تفسیر، قانون، مقاصد شریعت اور اجتہاد۔ فاضل مصنفین ڈاکٹر غازیؒ کے تصور فقہ آفاقی کی تائید میں رقمطراز ہیں۔"اگر کسی ایک فقہی مسلک کے

---

[2] قریشی، محبوب احمد، عبداللہ،" ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ کی فقہی خدمات کا تحقیقی جائزہ"، پاکستان جرنل آف اسلامک ریسرچ، ملتان، جلد ۱۱، (۲۰۱۳)، ۳۲۷

[3] غازی، پروفیسر ڈاکٹر محمود احمد، **حرمت ربا اور غیر سودی مالیاتی نظام**، (اسلام آباد: ناشر انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی سٹڈیز، اسلام آباد، ۱۹۹۳ء)، ۶۷

[4] چشتی، پروفیسر ڈاکٹر علی اصغر، پروفیسر ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ۔ شخصیت اور خدمات، معارف اسلامی، جلد ۱۰، شمارہ ۱، (۲۰۱۱ء)

پاس کسی مسئلہ کا واضح حل نہ ہو تو ضرورت کے تحت کسی دوسرے فقہی مسلک سے رجوع کیا جائے تو ایک مستحسن اقدام ہوتا ہے۔ مثلاً مفقود الخبر شوہر کا نکاح تحلیل کرنے کے لیے جو مدت فقہ حنفی میں مقرر ہے وہ بہت طویل ہے لہٰذا اس امر میں فقہ مالکی سے رجوع کیا جاتا ہے۔ اسی طرح اسلامی بینکاری نظام بھی عالمی فقہ کا عظیم شاہکار ہے جب بینکاری نظام کو سود کی لعنت سے پاک کرنے کے لیے کام شروع ہوا تو تمام مسالک سے تعلق رکھنے والے فقہائے کرام نے اپنی آراء حکومت پاکستان کو پیش کیں اور ان آراء کی روشنی میں اسلامی بینکنگ کے لیے سفارشات مرتب کی گئیں۔ اسی مضمون میں مصنفین ڈاکٹر غازیؒ کی اسلامی بینکاری کے تصور کے تحت لکھتے ہیں کہ پاکستانی معیشت کو اسلامی اصولوں پر استوار کرنا ڈاکٹر مرحوم کا دیرینہ خواب تھا اور معیشت کی بنیاد چونکہ ہمارا بینکاری نظام ہے لہٰذا پاکستان میں اسلامی بینکاری نظام کو متعارف کرانے کے لیے آپ نے مختلف اسلامی ممالک کے معاشی نظام کا جائزہ لیا اور سفارشات مرتب کیں۔ سود کے خلاف سپریم کورٹ کا تاریخی فیصلہ، پاکستان کے مالیاتی نظام کو سود کی لعنت سے پاک کرنے کی ایک کڑی ہے۔ سپریم کورٹ کا یہ تاریخ ساز فیصلہ ڈاکٹر غازیؒ کے زیر نگرانی سنایا گیا۔ ڈاکٹر موصوف سپریم کورٹ کے شریعت اپیلٹ بینچ کے رکن تھے۔ فیصلے کا بڑا حصہ آپ ہی کا تحریر کردہ ہے۔[5]

جناب محمد اکرم ساجد اور جناب ڈاکٹر عبد اللہ نے اپنے **مضمون "اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان میں ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ کی خدمات کا جائزہ"** کے تحت ڈاکٹر غازیؒ کی اسلامی نظریاتی کونسل میں بحیثیت رکن خدمات پر تفصیلی روشنی ڈالی جس میں بر سر عام پھانسی کی سزا، شہری و سیاسی حقوق سے متعلق بین الاقوامی میثاق میں شمولیت اور نظام معیشت جیسے اہم موضوعات ہیں، البتہ مصنف نے اسلامی نظریاتی کونسل کے کراچی اسٹاک ایکسچینج کے استفسار پر اکتفا کیا ہے۔[6] ڈاکٹر غازیؒ نے اسلامی نظریاتی کونسل میں بحثیت رکن اسلامی معاشی نظام کے لیے بہت سی خدمات سرانجام دیں جن کا ہم اس مضمون میں تفصیل سے ذکر کریں گے۔

جناب محمد اکرم ساجد **"ڈاکٹر محمود احمد غازی کی قانون سازی میں خدمات کا جائزہ"** کے موضوع پر ڈاکٹر غازیؒ کی گراں قدر خدمات کا ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں: "معاشی اصلاحات کے ضمن میں آپ نے محاضرات معیشت و تجارت میں ان سبھی موضوعات کا احاطہ کیا ہے جو آج امت مسلمہ کو

---

[5] قریشی، محبوب احمد، عبد اللہ، ۳۲۸

[6] ساجد، محمد اکرم و عبد اللہ، محمد "اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان میں ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ کی خدمات کا جائزہ"، پاکستان جرنل آف اسلامک ریسرچ، جلد ۱۱، (۲۰۱۳ء)، ۳۰۳

امت مرحومہ سے نکال کر رفیع الشان دور میں واپس لے جا سکتے ہیں۔ آپ سب سے پہلے رزق حلال کمانے اور تجارتی دیانت داری و سچائی پر زور دیتے ہیں۔ آپ لکھتے ہیں کہ معاشی ترقی اسلامی تصور کی رو سے کیا ہے، مغربی تصور کی رو سے کیا ہے، اس کی شرائط اور تقاضے کیا ہیں،مزید یہ کہ اس حوالے سے رکاوٹیں کیا ہیں؟ یہ بھی ایک اہم معاشی مسئلہ ہے جس پر مفکرین اسلام نے غور کیا ہے۔ شریعت اسلامیہ کے مطابق معاشی و اجتماعی وسائل کی تیاری اور استعمال، افراد کی تیاری، کسب حلال کا بندوبست اور مسلم معاشرے کی مادی اور تہذیبی مقاصد کی تکمیل، یہ وہ بنیادی عناصر ہیں جسے اسلامی نقطہ نظر سے ترقی کہا جا سکتا ہے۔ ترقی کے اسلامی تصور میں صرف مادی ترقی شامل نہیں ہے۔ روحانی، اخلاقی، ذہنی اور تہذیبی ترقی بھی شامل ہے۔ قرآن مجید نے اس کو حیاۃ طیبہ کے الفاظ سے یاد کیا ہے یعنی ایسی پاکیزہ اور صاف ستھری زندگی جو ہر اعتبار سے پاکیزہ اور ہر اعتبار سے ستھری ہو۔ ایک دوسری آیت میں ارشاد ہوا کہ آسمان اور زمین کی برکتیں تم پر کھل جائیں گی۔ آسمان اور زمین کی برکتوں سے مراد تمام اخلاقی، روحانی اور اقتصادی برکات کا حصول ہے" ایک دوسری جگہ پر ربااور جدید بینکاری کا ذکر کرتے ہیں:"ربا کے باب میں ایک بنیادی اور اہم بات یاد رکھنی چاہیے نہ صرف ربا کے باب میں بلکہ یہ حکم شریعت کے تمام معاملات اور لین دین سے متعلق ہر قسم کے کاروبار میں دیا گیا ہے: "**العبرہ بالمضمون والجوہر ولیس بالصورۃ و المظھر**" کہ کسی کاروبار، تجارت یا لین دین کے حلال و حرام ہونے میں اصل اعتبار اس کے مندرجات اور اس کے مضمون کا ہے، اس کی ظاہری صورت یا عنوان کا نہیں ہے۔ آپ سود کا متبادل مضاربہ کو قرار دیتے ہیں۔ آپ کے خیال میں اسلامی بینکاری مضاربہ کی بنیاد پر کھڑی کی جا سکتی ہے"[7]

جناب ڈاکٹر محمد جنید ندوی نے اپنے انگریزی مقالے Dr. Mahmood Ahmad Ghazi: Life and Contributions میں ڈاکٹر غازیؒ کا مفصل تعارف پیش کرتے ہوئے ان کی تصانیف اور مختلف انتظامی عہدوں کے بارے میں ذکر کیا جو کہ ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ کی زندگی اور خدمات کے حوالے سے ایک جامع مضمون ہے۔[8]

---

[7] ساجد، محمد اکرم،ڈاکٹر محمود احمد غازی کی قانون سازی میں خدمات کا جائزہ، القلم، جون ۲۰۱۳ء

[8] Nadvi, Muhammad Junaid, Dr. (2012) Dr. Mahmood Ahmad ghazi (1950-2010): Life & contributions, Pakistaniaat: A Journal of Pakistan Studies Vol. 4, No. 2 (2012)

جناب پروفیسر میاں انعام الرحمٰن، آپؒ کے محاضرات معیشت و تجارت کا ایک تنقیدی مطالعہ پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں، کہ اسلامی معیشت کی رو سے جدید بینکاری میں ربا(سود) ایک سنجیدہ مسئلہ سمجھا جاتا ہے۔ڈاکٹر محمود احمد غازی مرحوم نے اس پر تفصیلی گفتگو کی ہے۔ربا کے بارے میں وہ ایک اصولی بات سمجھاتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: " ربا کے باب میں ایک بنیادی اور اہم بات یاد رکھنی چاہیے، نہ صرف ربا کے باب میں بلکہ یہ حکم شریعت کے تمام معاملات اور لین دین سے متعلق ہر قسم کے کاروبار میں دیا گیا ہے:"**العبرة بالمضمون والجوهر وليس بالصورة والمظهر**" کہ کسی کاروبار یا تجارت یا لین دین کے حلال و حرام ہونے میں ہمارے خیال میں غلامی کے مسئلے میں بھی ظاہری صورت یا عنوان کے بجائے مندرجات حقیقت اور ماہیت کو لیا جائے تو معلوم ہو جاتا ہے کہ جدید دور کی پیچیدگی نے ربا کے مانند غلامی کو بھی ملفوف کرنے کی کامیاب کوشش کی ہے۔

ڈاکٹر غازی مرحوم مضاربہ کو سود کا متبادل قرار دیتے ہیں۔ان کے نزدیک اسلامی بینکاری مضاربہ کی بنیاد پر کھڑی کی جاسکتی ہے، کہتے ہیں کہ " رسول اللہ ﷺ نے اپنی نوجوانی میں نبوت سے بہت پہلے مضاربہ کی بنیاد پر کاروبار کا آغاز فرمایا۔ حضرت خدیجۃ الکبری رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مال لے کر آپ ﷺ تجارت کے لیے تشریف لے گئے۔یہ مضاربہ ہی کی ایک شکل تھی۔بعد میں بھی خود رسول اللہ ﷺ نے اور صحابہ کرامؓ مضاربہ کی بنیاد پر کاروبار کیا۔۔۔۔مضاربہ کی بنیادی روح یہ ہے کہ سرمایہ دار یا جس شخص کے پاس سرمایہ یا سامان تجارت ہے،اس کے لیے ضروری نہیں کہ وہ تجارت اور کاروبار میں بھی مہارت رکھتا ہو۔دوسری طرف جو شخص تجارت اور کاروبار کے گروں سے واقف ہے اور تجارت کا تجربہ رکھتا ہے،اس کے لیے ضروری نہیں ہے کہ وہ سرمایہ بھی رکھتا ہو۔اس لیے ان دونوں کے وسائل سے بیک وقت فائدہ اٹھانے کے لیے مضاربہ کا طریق کار دنیا میں بہت پہلے سے رائج ہے۔۔بیسویں صدی کے وسط میں جب اسلامی بینکاری پر گفتگو اور بحث و مباحثے کا آغاز ہوا تو اہل علم کی نظر سب سے پہلے مضاربہ پر پڑی، اس لیے کہ مضاربہ وہ طریق کار ہے جس کو بہت آسانی کے ساتھ جدید بینکاری کے مقاصد کے لیے استعمال کیا جاسکتا ہے۔جو حضرات بینکوں میں اپنی رقوم رکھتے ہیں، ان کی حیثیت رب المال کی قرار دی جاسکتی ہے۔گویا وہ رب المال ہیں اور وہ اپنا سرمایہ کاروبار اور تجارت کے لیے دے رہے ہیں۔بنک کی حیثیت اس مضارب کی ہوگی جو اپنے سرمایے کو آگے مضاربہ پر دے دیتا ہے۔فقہ کی کتابوں میں اس عنوان کے تحت اس موضوع پر بحث ہوتی ہے:"**باب المضارب يضارب**"۔مضارب اگر آگے مضاربہ کرنا چاہے تو اس کو اجازت ہے اور رب

المال کی اجازت سے کچھ شرائط کے تحت وہ آگے دوسرے کاروباریوں سے مضاربہ کر سکتا ہے۔ چنانچہ بنک ان تمام رقوم کو لے کر کچھ رقوم کو تو خود کاروبار میں لگاتا ہے اور بقیہ رقوم کو وہ آگے کاروبار کے لیے تجارت کرنے والوں کو دے دیتا ہے۔ یہ entrepreneurجو بنک سے سرمایہ لے کر تجارت کرتے ہیں، صنعت لگاتے ہیں یا کوئی اور کاروبار کرتے ہیں ، یہی دراصل مضارب ہیں۔ بنک کی حیثیت درمیانی کارندے کی ہے۔ یہاں بنک کی دو حیثیتیں ہیں۔ اصل رقم دینے والوں کے لیے اس کی حیثیت مضارب کی ہے اور اصل مضارب کے مقابلے میں اس کی حیثیت رب المال کی ہے۔ اس عمل کو اگر شریعت کے احکام کے مطابق انجام دیا جائے تو یہ جدید بینکاری کے مقاصد کو پورا کرنے کے لیے موزوں ترین اور مفید ترین طریق کار ہے"۔ ڈاکٹر صاحب کی تجویز بلاشبہ کار آمد ہے۔وہ ایک قدم اور آگے بڑھتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اسلامی طریقوں، اصولوں اور مقاصد سے مماثلت رکھنے والے مغربی یا غیر اسلامی بینکوں کے طریق ہائے کار سے سیکھنے میں کوئی قباحت نہیں ہے۔اس کے علاوہ فاضل مصنف نے محاضرات معیشت و تجارت کے مختلف مندرجات پر اپنا اظہار خیال پیش کیا۔[9]

مذکورہ فاضل مصنفین کی تحقیقات کی روشنی میں ضرورت محسوس کی گئی کہ جناب پروفیسر ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ کی اسلامی بینکاری و مالیات کے حوالے سے جو گراں قدر خدمات ہیں ان کو قلمبند کیا جائے۔ کیونکہ اسلامی بینکاری کے اس ارتقائی مرحلے میں آپؒ کی خدمات بہت اہمیت کی حامل ہیں۔ اس مقالہ میں آپ کی اسلامی مالیات کے حوالے سے خدمات کا ایک جائزہ پیش کیا جائے گا۔ اس موضوع کے حوالے سے ان کی خدمات کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے علمی خدمات اور عملی خدمات۔ آپ کی علمی خدمات میں آپ کی تصانیف اورآپ کی خدمات پر کی گئی دیگر فاضل مصنفین کی تحریروں سے استفادہ کیا گیا لیکن عملی خدمات کے حوالے سے خاطر خواہ مواد میسر نہ ہونے کی وجہ سے متعلقہ اداروں سے رابطہ کر کے معلومات اکٹھی کی گئیں، جن میں بینک دولت پاکستان، تکافل پاکستان، بنک آف خیبر شامل ہیں۔

---

[9] پروفیسر میاں انعام الرحمان، محاضرات معیشت و تجارت کا ایک تنقیدی مطالعہ، ماہنامہ الشریعہ (خصوصی اشاعت مولانا ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ)، جلد ۲۲، شمارہ ۱۔۲، جنوری۔ فروری ۲۰۱۱ء

علمی خدمات

- **بطور محقق:**

اسلامی معاشیات پر آپ کا علمی و فکری اور تجدیدی کام بہت وقیع اور ناقابل فراموش ہے۔ آپ نے اسلامی معاشیات اور بینکاری کے موضوع پر متعدد کتب لکھیں، اور اس موضوع پر متعدد جگہوں پر فکر انگیز گفتگو کی۔ آپ کی تقاریر کی صوتی تسجیل کو بعد ازاں صفحہ قرطاس پر منتقل کر کے کتابی شکل میں شائع بھی کیا گیا"محاضرات معیشت و تجارت" اسی سلسلے کی ایک اہم کڑی ہے۔ یہ محاضرات دوحہ (قطر) کی مختلف علمی مجالس میں ۲۰۰۹ء کے دوران دیے گئے۔ ان محاضرات کا اہتمام مولانا عبد الغفار صاحب نوشکی اور مولانا رحمۃ اللہ صاحب نے کیا تھا جو بعد ازاں آپ کی صاحبزادی محترمہ حفصہ زینب غازی نے ٹیپ ریکارڈ سے سن کر صفحہ قرطاس پر منتقل کیا۔ محاضرات معیشت و تجارت جو کہ بارہ خطبات پر مشتمل ہے اس کی اک نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ اس میں بہت سی معاشی اور فقہی اصطلاحات اور بہت دقیق مسائل کو عام فہم انداز میں پیش کیا گیا۔[10] اسی موضوع پر جامعۃ الرشید میں ان کے ایک لیکچر کو بھی ماہنامہ الشریعہ میں شائع کیا گیا۔[11] اسی طرح ان کے محاضرات فقہ کا دسواں خطبہ "اسلام کا قانون تجارت ومالیات: حکمت، مقاصد، طریقہ کار، بنیادی تصورات" بھی اسی موضوع پر بحث کرتا ہے، فرماتے ہیں:

"گزشتہ تین سو سال کے عرصہ میں اہل مغرب نے دنیا کی معاشیات اور مالیات کا ایک ایسا پیچیدہ نظام تشکیل دیا ہے جس کی بنیاد سود اور ربوٰ پر ہے۔ سود اور ربوٰ کے نظام کو فروغ دینے، اس کو پروان چڑھانے اور بعض مخصوص قوتوں کے مفادات کی تکمیل کرنے کے لیے دنیائے مغرب نے ایک نیا نظام تشکیل دیا ہے جس کو free market economy یعنی آزاد معیشت اور آزاد منڈی کا نظام کہا جاتا ہے۔ اس نظام کی تائید اور تشہیر بڑے خوشنما الفاظ، جاذب توجہ اعلانات اور متاثر کن دعاوی سے کی جاتی ہے۔ پورا علم معاشیات اسی نظام کی خدمت کرنے کے لیے مرتب کیا گیا ہے۔ مشرقی ممالک کے لوگوں کو معاشیات، بینکاری اور ترقیات ومالیات کے میدان میں جب تربیت دی جاتی ہے تو وہ اسی نظام کے بنیادی تصورات اور افکار کے مطابق دی جاتی ہے۔ دنیائے مشرق سے بالعموم

---

[10] غازی، ڈاکٹر محمود احمد، **محاضرات معیشت وتجارت**، (لاہور: الفیصل ناشران، لاہور، ۲۰۱۰ء)

[11] مفتی محمد شکیل، **اسلام اور جدید تجارت ومعیشت**، (جامعۃ الرشید کراچی کی تقریب تقسیم اسناد سے خطاب)، ڈاکٹر محمود احمد غازی سے ایک انٹرویو، ماہنامہ الشریعہ (خصوصی اشاعت مولانا ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ)، جلد ۲۲، شمارہ ۱۔۲، جنوری۔ فروری ۲۰۱۱ء

اور دنیائے اسلام سے بالخصوص دنیائے مغرب کے تعلقات جس ایک اساسی نقطے پر قائم ہیں وہ اسی نظام کا تحفظ اور اسی نظام کی نشر و اشاعت ہے۔ اس نظام کا اصل مقصد یہ ہے کہ دنیا کے وسائل پر مغربی قوتوں کا کنٹرول برقرار رکھا جائے، دنیا کی دولت کو زیادہ سے زیادہ مرتکز کیا جائے، تیسری دنیا کے خام مال کو مغربی ممالک کی صنعتوں اور معاشی بالادستی کے لیے استعمال کیا جائے، تیسری دنیا کی حیثیت مغربی ممالک کی منڈیوں سے زیادہ نہ ہو۔ اس ساری صورت حال کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ اس وقت روئے زمین پر انسانوں کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے جو وسائل عطا فرمائے ہیں، ان کا ۱۹ فیصد دنیا کی ۸۱ فیصد آبادی کے تصرف میں ہے اور ان وسائل کے ۸۱ فیصد حصوں پر اس وقت دنیا کی ۱۹ فیصد آبادی کا کنٹرول ہے۔ یہ اعداد و شمار بھی کم و بیش دس سال پہلے کے ہیں اور ان میں دن بہ دن تیزی سے تبدیلی آرہی ہے۔[12]

اس فکر انگیز خطبہ میں دیگر بنیادی اسلامی معاشی تصورات جیسے اسلام کا تصور مال و ملکیت، تراضی کا اصول، رفعِ ظلم، مکمل عدل و انصاف، سب کے لیے یکساں قانون، ارتکاز دولت، تقسیم دولت، گردش دولت اور بیع کی اقسام وغیرہ جیسے اہم مندرجات پر عام فہم انداز میں گفتگو شامل ہے۔

ڈاکٹر غازیؒ کی ایک کتاب حرمت ربا اور غیر سودی مالیاتی نظام کے موضوع پر انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی سٹڈیز سے ۱۹۹۳ میں شائع ہوئی۔ اس کتاب میں مرحوم ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ نے حرمتِ سود قرآن و سنت کی روشنی میں، سود کی قباحتیں، سود سے متعلق شبہات کا ازالہ، پاکستان میں امتناع ربا کے لیے کی جانے والی کوششوں اور متبادل نظام پر ایک مفصل کتاب لکھی ہے۔ پاکستان میں حرمت ربا پر اتفاق رائے کے حوالے سے رقم طراز ہیں:

"پاکستان میں تاریخ میں پہلا باقاعدہ دستوری مسودہ جو پاکستان کی پہلی دستور ساز اسمبلی نے مرتب کر کے قوم کے سامنے پیش کیا، ۱۹۵۳ء میں پیش کیا جانے والا وہ آئینی مسودہ تھا جو اس وقت کے وزیر اعظم خواجہ ناظم الدین مرحوم نے دستور ساز اسمبلی میں پیش کیا تھا۔ اس کی تیاری میں تمام نامور بانیان پاکستان اور قائد اعظم کے قریب ترین رفقاء شامل تھے۔ ان حضرات میں قائد اعظم کے تین اہم مناصب میں ان کے تین جانشین خواجہ ناظم الدین مرحوم، مولوی تمیز الدین خان مرحوم اور سردار عبد الرب نشتر مرحوم کے علاوہ خان عبد القیوم خان، جناب نور الامین اور خواجہ شہاب الدین کے علاوہ ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی، ڈاکٹر محمود حسین

[12] غازی، پروفیسر ڈاکٹر محمود احمد، **محاضرات فقہ**، دسواں خطبہ: اسلام کا قانون تجارت و مالیات، (لاہور: ناشر الفیصل ناشران، ۲۰۱۰ء)

اور مولانا محمد اکرم خان جیسے اہل علم و دانش کے نام قابل ذکر ہیں۔ اس دستوری مسودہ میں یہ شق بالاتفاق شامل کی گئی تھی کہ جتنی جلدی ممکن ہو گا ربا کو ختم کر دیا جائے گا۔ (دفعہ ۲(۲)(سی))۔ پھر جب ۱۹۴۵ء میں محمد علی بوگرہ مرحوم کے زمانہ میں دوسرا دستوری مسودہ تیار ہوا جس پر ہونے والے قومی اتفاق رائے کی مثال ملنا دشوار ہے اور بعد میں کوئی بھی دستوری نظم اس سے بہتر حل مسائل کا پیش نہیں کر سکا تو اس میں بھی یہی بات ان ہی الفاظ میں دہرائی گئی۔ (دفعہ ۲، ذیلی دفعہ ۲(س)) لیکن افسوس کہ اس دستور کے نفاذ کی نوبت ہی بعض اسلام دشمن اور ملک دشمن عناصر نے نہ آنے دی۔ بعد ازاں ۱۹۵۶ء میں جب ملک کا پہلا دستور نافذ ہوا تو اس کی دفعہ ۲۹ پیراگراف (الف) میں پھر یہ کہا گیا کہ ریاست ربا کو جلد از جلد ختم کرنے کی مساعی کرے گی۔ پھر ۱۹۶۲ء میں فیلڈ مارشل محمد ایوب خان صاحب مرحوم کے دستور میں نسبتاً زیادہ واضح طور پر کہا گیا کہ ربا کا خاتمہ (بلکہ صفایا) کر دیا جائے گا (دفعہ ۱۹ بابت ۱۹۷۲ء کی دفعہ ۴۶ میں دہرائی گئی، یعنی یہ کہ ربا کا خاتمہ کر دیا جائے گا۔ آخر میں ملک کے موجودہ دستور میں ۱۹۷۳ء میں نافذ ہوا دفعہ ۳۸ پیراگراف (الف) میں ایک بار پھر صاف اعلان اور صریح وعدہ کیا گیا کہ ریاست جتنا جلدی ممکن ہو گا ربا کا خاتمہ کر دے گی[13]۔ اسی کتاب کا ایک مختصر ایڈیشن "اسلام میں ربا کی حرمت اور بلاسود بینکاری" کے موضوع شریعہ اکیڈمی کے فاصلاتی کورس میں بطور درسی مواد شامل ہے۔"[14]

ڈاکٹر غازی مرحومؒ کی کتاب اسلامی بینکاری: ایک تعارف، جو کہ زوار اکیڈمی کراچی سے شائع ہوئی موضوع کے اعتبار سے ایک شہرآفاق کتاب ہے جس میں ڈاکٹر غازیؒ نے اسلامی بنکاری کا تعارف ایک خوبصورت انداز میں پیش کیا ہے اس کے علاوہ پاکستان میں امتناع سود کے حوالے سے ملک میں کی جانے والی کوششوں کو تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے۔[15]

---

[13] غازی، پروفیسر ڈاکٹر محمود احمد، **حرمت ربا اور غیر سودی مالیاتی نظام**، (اسلام آباد: ناشر انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی سٹڈیز، ۱۹۹۳ء)، ۵۲

[14] غازی، پروفیسر ڈاکٹر محمود احمد، "**اسلام میں ربا کی حرمت اور بلاسود بینکاری**" (اسلام آباد: ناشر شریعہ اکیڈمی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، ۱۹۹۳ء)

[15] غازی، پروفیسر ڈاکٹر محمود احمد، **اسلامی بینکاری: ایک تعارف**، (کراچی: ناشر زوار اکیڈمی پبلی کیشنز، ۲۰۱۰ء)

- **بطور ممبر اسلامی نظریاتی کونسل:**

آپ نے اسلامی نظریاتی کونسل[16] کے پلیٹ فارم سے اسلامی جمہوریہ پاکستان میں قوانین کو اسلامیانے کے عمل میں قابل قدر خدمات سرانجام دیں۔ آپ دو مرتبہ ۱۹۹۰ءسے ۱۹۹۳ءتک اور ۱۹۹۷ءسے ۲۰۰۰ءتک اسلامی نظریاتی کونسل کے فعال رکن رہے [17] اور قوانین کو اسلامیانے میں کونسل میں قابل قدر خدمات سرانجام دیں۔ آپ کی خدمات میں دیگر قوانین کے ساتھ اسلامی نظام معیشت بھی شامل ہے ۔ اسلامی نظریاتی کونسل میں اسلامی نظام معیشت وبینکاری کے حوالے سے آپ کی خدمات مندرجہ ذیل ہیں:

1. **کراچی اسٹاک ایکسچینج:**

کراچی اسٹاک ایکسچینج کے معاملات کے حوالے سے اسلامی نظریاتی کونسل کو ۱۲مارچ ۱۹۹۲ء کو ایک مراسلہ موصول ہوا جس میں یہ استفسار کیا گیا کہ آیا کراچی اسٹاک ایکسچینج کے معاملات و قوانین شریعت کے مطابق ہیں یا نہیں؟ اس سلسلہ میں اسلامی نظریاتی کونسل نے یہ استفسار ایک کمیٹی کے سپرد کر دیا اوراس کمیٹی کی سفارشات کی روشنی میں تفصیلی رپورٹ پروفیسر ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ کے ذمے لگائی گی جو آپ نے کونسل کے اجلاس منعقدہ ۲۱فروری ۱۹۹۳ءمیں پیش کی۔[18]

---

[16] اسلامی نظریاتی کونسل، پاکستان کا آئینی ادارہ ہے۔ ۱۹۷۳ءکے آئین میں جب شق نمبر ۲۲۷ شامل کی گئی جس کے مطابق پاکستان میں کوئی بھی قانون قرآن وسنت کے مخالف نہیں بنایا جائے گا تو عملاً اس کا باقاعدہ نظام وضع کرنے کی غرض سے اسی آئین میں دفعہ نمبر ۲۲۸، ۲۲۹اور ۲۳۰ میں اسلامی نظریاتی کونسل کے نام سے ۲۰اراکین پر مشتمل ایک آئینی ادارہ بھی تشکیل دیا گیا جس کا مقصد صدر، گورنر یا اسمبلی کی اکثریت کی طرف سے بھیجے جانے والے معاملے کی اسلامی حیثیت کا جائزہ لے کر ۱۵دنوں کے اندر انہیں اپنی رپورٹ پیش کرنا تھا۔ شق نمبر ۲۲۸ میں یہ قرار دیا گیا کہ اس کے اراکین میں جہاں تمام فقہی مکاتبِ فکر کی مساوی نمائندگی ضروری ہو گی وہاں اس کے کم از کم چار ارکان ایسے ہوں گے جنہوں نے اسلامی تعلیم وتحقیق میں کم وبیش ۱۵برس لگائے ہو اور انہیں جمہورِ پاکستان کا اعتماد حاصل ہو۔

[17] ساجد، محمد اکرم وعبداللہ، محمد،"اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان میں ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ کی خدمات کا جائزہ"، پاکستان جرنل آف اسلامک ریسرچ، جلد ۱۱، (۲۰۱۳)، ۳۰۳

[18] سالانہ رپورٹ، اسلامی نظریاتی کونسل، (اسلامی نظریاتی کونسل، اسلام آباد، ۱۹۹۲۔۹)، ۹۳

کونسل نے اس مسئلے پر اپنے ۳۵ویں اجلاس منعقدہ ۳۰۔۳۱ جنوری ۱۹۹۹ء میں غور وخوض کے بعد طے کیا کہ سیکوریٹیز اینڈ ایکسچینج کمیشن آف پاکستان کے استفسار پر پہلے سے ایک کاروبار کو خلاف شریعت قرار دیا جاچکا ہے کیونکہ ایسی چیز کی خرید وفروخت شرعاً جائز نہیں جو خریدار کے قبضہ حقیقی یا قبضہ حکمی میں نہ آئی ہو، جس کا استدال مندرجہ ذیل حدیث مبارکہ سے کیا گیا:

عن حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ يَأْتِينِي الرَّجُلُ يَسْأَلُنِي مِنْ الْبَيْعِ مَا لَيْسَ عِنْدِي فَأَبِيعُهُ مِنْهُ ثُمَّ أَبْتَاعُهُ مِنْ السُّوقِ فَقَالَ لَا تَبِعْ مَا لَيْسَ عِنْدَكَ [19]

"حضرت حکیم بن حزام سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی کہ میرے پاس ایک شخص ایسی چیز کی فروخت کا مطالبہ کرے جو میرے قبضے میں نہیں اور میں اسے بیچ کر پھر بازار سے خرید لوں تو اس کا کیا حکم ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا اس چیز کی بیع مت کرو جو تمہارے پاس نہیں ہے۔"

اس ضمن میں سیکوریٹیز اینڈ ایکسچینج کمشن آف پاکستان کی جانب سے مزید نکات اٹھائے گئے جن پر گفتگو کے لیے کمیشن کے نمائندوں اور کراچی اسٹاک ایکسچینج کے دو نمائندوں نے کونسل کی دعوت پر معیشت کمیٹی کے اجلاس میں شرکت کی تھی۔ اس ملاقات میں ان سے اس کاروبار کی عملی شکل اور اس کے منافع، ثمرات اور نتائج کے بارے میں ایک یاداشت فراہم کرنے کے لیے کہا گیا، جو کہ بعد ازاں فراہم نہیں کی گئیں، جس پر کونسل نے اس بات کو محسوس کیا کہ اپنا حتمی جواب تیار کر کے متعلقہ حلقوں کو ارسال کیا جائے۔ اس جواب کے مسودے کی تیاری کی ذمہ داری کونسل کے رکن جناب جسٹس ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ کو دی گئی۔[20]

2. تکافل / اسلامی نظام بیمہ:

پاکستان میں بیمہ کاری کا جو نظام اور قوانین رائج ہیں اسلامی نظریاتی کونسل اپنے فرائض منصبی کے پیش نظر ان کا مختلف اوقات میں جائزہ لیتی رہی ہے، چنانچہ کونسل نے ۱۹۸۴ء میں بیمہ سے متعلق ۱۱ قوانین کا جائزہ لیا اور ایک مختصر رپورٹ پیش کر دی۔ کونسل نے خیال ظاہر کیا کہ موجودہ نظام بیمہ کاری میں غرر، قمار اور ربا جیسے غیر اسلامی عناصر پائے جاتے ہیں لہذا اسے اسلامی تعلیمات سے ہم آہنگ قرار نہیں دیا جا سکتا لہذا ان حالات میں ضروری ہے کہ:

---

[19] سنن ترمذی، **کتاب البیوع**، باب ماجاء فی کراھیۃ بیع مالیس عندک، حدیث: ۱۲۷۷

[20] سالانہ رپورٹ، اسلامی نظریاتی کونسل، (اسلامی نظریاتی کونسل، اسلام آباد، ۱۹۹۸۔۱۹۹۹ء)، ۱۵۴

"رائج الوقت نظام بیمہ کا اسلامی زاویہ نظر سے اسلامی متبادل یعنی نظام اجتماعی تکافل و تعاون مرتب کرنے کے لئے ایک ورکنگ گروپ قائم کیا جائے جس میں کونسل کے علماء کرام اور ملک کے ماہرین بیمہ شامل ہوں اور جو موجودہ نظام بیمہ سے غیر اسلامی امور کو خارج کر کے متبادل اسلامی نظام بیمہ پیش کریں۔"

کونسل کے مذکورہ بالا فیصلے کے مطابق اس ورکنگ گروپ کی تشکیل ۱۹۸۶ء میں عمل میں آئی جس میں چار سرکاری بیمہ کمپنیوں کے سربراہان کے علاوہ حکومت پاکستان کے کنٹرولر آف انشورنس بھی شامل تھے۔ اس گروپ کے کل آٹھ اجلاس منعقد ہوئے اور کونسل کی تین سالہ مدت ختم ہو گئی۔ بعد ازاں فروری ۱۹۹۰ء کو نئی کونسل وجود میں آئی جس نے اپنے اجلاس منعقدہ اسلام آباد بتاریخ ۱۹-۲۱ مارچ ۱۹۹۰ء زیر صدارت جسٹس محمد حلیم چیئرمین کونسل غور کرنے کے بعد طے کیا کہ چونکہ سابق کونسل کے ورکنگ گروپ متعلقہ بیمہ کے سابق کنونیر جناب ڈاکٹر ضیاالدین احمد نے اس رپورٹ کو نامکمل قرار دیا ہے، اس لیے مناسب ہو گا کہ ایک ذیلی کمیٹی تشکیل دی جائے جو اسلامی نظام بیمہ کے تمام پہلوؤں کا جائزہ لینے کے بعد ایک قابل عمل اور مکمل رپورٹ مرتب کرے۔

چنانچہ اس فیصلے کے مطابق اس ذیلی کمیٹی کے حسب ذیل اراکین منتخب کیے گئے:

۱۔ جسٹس عبد الرحمٰن کیف — کنونیر
۲۔ ڈاکٹر محمود احمد غازی — رکن
۳۔ مولانا ارشاد الحق تھانوی — رکن
۴۔ مولانا عطا محمد بندیالوی — رکن
۵۔ علامہ عباس حیدر عابدی — رکن
۶۔ سید ذاکر حسین شاہ — رکن

اس نو تشکیل شدہ کونسل کے ورکنگ گروپ متعلقہ بیمہ کا پہلا باضابطہ اجلاس مورخہ ۲۷ تا ۲۹ مئی ۱۹۹۰ء کراچی میں زیر صدارت جناب جسٹس (ر) عبد الرحمٰن کیف منعقد ہوا جس میں اسلامی نظام بیمہ سے متعلق گروپ کے رکن جناب ڈاکٹر محمود احمد غازی اور جناب ڈاکٹر عبد الملک عرفانی کے مرتب کردہ دو خاکے پیش ہوئے؛ جس پر گروپ کے ارکان نے تفصیلی غور کے بعد چند اہم ترامیم تجویز کیں جنہیں ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ نے اپنے مرتب کردہ خاکے میں شامل کر کے ایک نیا مسودہ گروپ کے اجلاس میں پیش کیا۔ ورکنگ گروپ نے جناب ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ کا مسودہ اصولی طور پر منظور کر لیا۔ یہ مسودہ کونسل کے اجلاس منعقدہ ۲۷ نومبر ۱۹۹۰ء میں رکھا گیا، کونسل نے

اسلامی نظام بیمہ کے اس بنیادی خاکے سے اتفاق کرتے ہوئے اس پر مبنی تفصیلی رپورٹ مرتب کرنے کے لئے مندرجہ ذیل حضرات پر مشتمل ایک اور کمیٹی تشکیل دی : [21]

۱۔ جناب ڈاکٹر محمود احمد غازی کنونیر

۲۔ جناب ایس ایم اے اشرف رکن

۳۔ جناب ڈاکٹر عبد الملک عرفانی رکن

جسٹس (ر) عبد الرحمٰن کیف کنونیر ورکنگ گروپ متعلقہ بیمہ نے اس موضوع پر ڈاکٹر محمود احمد غازی کی خدمات کو ان الفاظ میں سراہا:

> ”میں کونسل کے ورکنگ گروپ متعلقہ بیمہ کے فاضل رکن نیز تسوید کمیٹی کے کنونیر پروفیسر ڈاکٹر محمود احمد غازی کا خصوصی طور پر شکریہ ادا کرتا ہوں کہ بیمہ کاری سے متعلق کونسل کی اس رپورٹ اور اسلامی نظام تحفظ و کفالت کا زیر نظر خاکہ مرتب کرنے میں انہوں نے نہایت جان فشانی اور عرق ریزی سے کام لیا؛ اور ملک میں رائج نظام بیمہ کاری کے تمام پہلوں کا تفصیلی مطالعہ اور تحقیقی جائزہ لینے کے بعد ایک ایسا خاکہ مرتب کرنے میں کامیابی حاصل کی جو موجودہ نظام بیمہ کاری کی ان تمام خامیوں سے پاک ہے۔“[22]

مجوزہ خاکہ کے چند اہم نکات مندرجہ ذیل ہیں:

ابتدائی مباحث میں بیمے کا تعارف اور نظام بیمہ کا سرسری تاریخی جائزہ لیا گیا اور بعض اسلامی ممالک میں قائم اسلامی بیمہ کمپنیوں کے کام کا جائزہ پیش کیا گیا مثلاً ملائشیا کا تکافل کاروبار ، اسلامک انشورنس اور ری انشورنس کمپنی منامہ بحرین ، سوڈان کی اسلامی انشورنس کمپنی اور اسلامی انشورنس کمپنی بحرین۔ ڈاکٹر صاحب نے اسلام کے نظام کفالت کے بنیادی رہنما اصول بھی ذکر کیے۔ بیمہ کے مقاصد کے لیے ادارہ وقف کا استعمال وقف کی شرائط اور بنیادی اصول ، نظام تکافل کی قانونی بنیاد اور شرعی نگرانی اور بیمہ کے لئے قائم کئے جانے والے ممکنہ ادارے مثلاً باہمی کفالت ، مشارکہ / مضاربہ، دارالکفالت ، ادارہ وقف علی الاولاد ، وقف علی الاقارب، قرض حسنہ ، وصایا، معاقل اور ادارہ صنعتی تجارتی تعاون تکافل

---

[21] سالانہ رپورٹ، اسلامی نظریاتی کونسل، (اسلامی نظریاتی کونسل، اسلام آباد، ۱۹۹۰۔۱۹۹۱ء)، ۱۸۳۔۱۸۵

[22] اسلامی نظریاتی کونسل، رپورٹ اسلامی نظام بیمہ، (اسلامی نظریاتی کونسل، اسلام آباد، ۱۹۹۲ء)، ۵

وغیرہ[23]۔ بعد ازاں بیمہ کے اس مسودہ پر ایڈوائزر اکانومی کمیشن کی طرف سے بعض شبہات اور سوالات پر مشتمل ایک خط کونسل کو موصول ہوا، جس پر کونسل نے رکن کونسل جناب جسٹس ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ سے درخواست کی گئی تھی کہ وہ اس پر ایک تفصیلی رپورٹ تیار کر کے کونسل میں پیش فرمادیں۔[24]

3. اجارۃ صکوک:

اسٹیٹ بنک آف پاکستان کے شریعہ بورڈ نے اجارہ صکوک[25] کے حوالے سے ایک مسورہ تیار کیا جو کہ ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ کی نگرانی میں تیار کیا گیا۔ اجارہ صکوک جس کا حجم ۷۔۸ ملین روپے تھا اور حکومت پاکستان کی طرف سے جاری کیا گیا اور ان صکوک کے تبادلے اور اجارے کا اختیار بھی انہی کو دیا گیا جن کے نام یہ صکوک جاری کیے گئے (اجارہ صکوک کے حاملین)۔ اس اجارہ صکوک کی مدت ۳۔۵ سال تجویز کی گئی جبکہ اس ضمن میں بنک دولت پاکستان کا کردار حاملین صکوک کا تجویز کیا گیا۔ اس مسودے میں اسٹیٹ بنک آف پاکستان کے فرائض کا بھی ذکر کیا گیا۔ اور دیگر تفصیلات بھی ذکر کی گئیں۔ بعد ازاں یہ مسودہ اسلامی نظریاتی کونسل کی رائے کے حصول کے لیے بھیجا گیا جس پر ڈاکٹر محسن نقوی صاحب (رکن اسلامی نظریاتی کونسل) نے اس پر تبصرہ کیا۔[26]

4. غیر سودی نظام معیشت کی ترویج کے لیے بنکوں اور مالیاتی اداروں کے ملازمین کی تربیت:

غیر سودی معاشی نظام کے حوالے سے اسلامی نظریاتی کونسل نے جہاں تفصیلی رپورٹ مرتب کی وہاں ضرورت محسوس کی گئی کہ اسلامی معاشی نظام کی ترویج کے لیے عملی اقدامات کی بھی ضرورت ہے۔ کونسل نے اپنے ۱۴۴ ویں اجلاس (منعقدہ ۱۲۔۱۴ ستمبر ۲۰۰۱ء) میں متعدد سفارشات منظور کیں۔ جس میں ایک اہم سفارش یہ تھی کہ:

"محترم جناب ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ، وفاقی مذہبی امور کی کنوینر شپ میں، وزارت مذہبی امور کے تعاون سے، کونسل کے زیر اہتمام ایک مذاکرہ کا انعقاد کیا جائے، جس میں سود کے بارے میں تاریخ ساز فیصلہ کے منصفین

---

[23] اسلامی نظریاتی کونسل، سالانہ رپورٹ، اسلامی نظریاتی کونسل، (اسلامی نظریاتی کونسل، اسلام آباد، ۱۹۹۱۔۱۹۹۲ء)، ۱۷۵

[24] اسلامی نظریاتی کونسل، سالانہ رپورٹ، (اسلامی نظریاتی کونسل، اسلامی نظریاتی کونسل، اسلام آباد، ۱۹۹۸۔۱۹۹۹ء)، ۱۶۰۔۱۶۱

[25] صکوک عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی اسلامی بانڈ کے ہیں جن کو سودی بانڈ کے متبادل کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔

[26] سالانہ رپورٹ، اسلامی نظریاتی کونسل، (اسلامی نظریاتی کونسل، اسلام آباد، ۲۰۰۸۔۲۰۰۹ء)، ۵۰۔۵۳

جج صاحبان کو مدعو کیا جائے اور اس مذاکرہ میں وزارت خزانہ کے اعلٰی افسران، معروف ماہرین معاشیات، بنکوں اور کاروباری اداروں کے سربراہوں کو شرکت کی دعوت دی جائے۔"[27]

5. امتناع ربا ٹاسک فورس:

سپریم کورٹ کے فیصلہ[28] کے تحت یہ حکم جاری کیا گیا۔ پروفیسر ڈاکٹر محمود احمد غازی کی سربراہی میں قائم ہونے والی ٹاسک فورس نے امتناع ربا آرڈیننس کے مسودہ کی تیاری اور اس کے عملی مضمرات پر نہایت احتیاط، فکری گہرائی اور جزئیاتی تفاصیل کے ساتھ غور کیا۔

عملی خدمات

- **بطور عالم جج سپریم کورٹ (اپیلنٹ شریعت بینچ):**

سپریم کورٹ کا ربا کے بارے میں تاریخی فیصلہ بے حد اہمیت کا حامل ہے اور معیشت کی اسلامی تشکیل کے سفر میں ایک نشان راہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس سے نہ صرف شریعت کی اتباع کے لئے مستعد عناصر کی حوصلہ افزائی ہوئی بلکہ متبادل نظام معیشت کی راہیں بھی متعین ہوئیں۔ اس تاریخ ساز فیصلے کے دوران علمائے کرام، بینکار، قانون دان، معیشت دان، تاجر حضرات اور چارٹرڈ اکاونٹنٹس وغیرہ نے عدالت کے روبرو اپنے دلائل پیش کیے۔ سپریم کورٹ کے شریعت اپیلنٹ بینچ جس نے سود کے خلاف فیصلہ سنایا اس میں محترم جسٹس خلیل الرحمٰن خان صاحب، جسٹس مولانا محمد تقی عثمانی صاحب، جسٹس منیر اے شیخ صاحب، جسٹس وجیہ الدین احمد صاحب شامل تھے۔ ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ بھی اسی بینچ میں شامل تھے اور انہوں نے فیصلے کا معتدبہ حصہ بھی لکھا تاہم ۲۳ دسمبر ۱۹۹۹ء کو یہ فیصلہ سنایا گیا اور اس سے قبل ہی ڈاکٹر محمود احمد غازی صاحب کو وفاقی وزیر برائے مذہبی امور کی ذمہ داری دے دی گئی تھی جس کی وجہ سے آپ کا نام فیصلے میں شامل نہ ہوا۔

- **بطور چیئرمین شریعہ بورڈ بینک دولت پاکستان:**

جناب پروفیسر ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ عرصہ آٹھ سال (دسمبر ۲۰۰۳ تا ستمبر ۲۰۱۰) اسٹیٹ بنک دولت پاکستان[29] کے شریعہ ایڈوائزری بورڈ کے پہلے چیئرمین رہے[30]۔ بنک دولت پاکستان، اپنی دیگر خدمات کے ساتھ

---

[27] سالانہ رپورٹ، اسلامی نظریاتی کونسل، (اسلامی نظریاتی کونسل، اسلام آباد، ۲۰۰۱۔۲۰۰۲ء)، ۱۵۹۔

[28] PLD 2000 SC 225

کمرشل بنکوں کے لیے قوانین بھی وضع کرتا ہے۔اس لیے بنک دولت پاکستان میں بحثیت چیئر مین شریعہ بورڈ آپ کی خدمات غیر سودی بینکاری کے فروغ اور ترویج کے لیے قابل ذکر ہیں۔ دوسرے الفاظ میں پاکستان میں اسلامی بینکاری کے حوالے سے بنیادی کام آپ کی سرپرستی میں ہوا۔بنک دولت پاکستان میں آپ کی خدمات کی تفصیلات حسب ذیل ہیں:

1. بنیادی شرعی ہدایات برائے اسلامی بنک:

اسلامی بینکاری کو شرعی اصولوں پر چلانے کے لیے اسٹیٹ بنک آف پاکستان وقتاً فوقتاً اسلامی بنکوں کے لیے قوانین متعارف کرواتا ہے۔ ابتدا میں اسلامی بنکوں کی پراڈکٹس اور خدمات میں یکسانیت کے لیے اسٹیٹ بنک نے ایک سرکلر جاری کیا جس میں مختلف اسالیب تمویل کی وضاحت کی گئی اور اسلامی بنکوں کو اپنی پراڈکٹس اور خدمات میں شریعت کی پیروی کو یقینی بنانے کے لیے اسلامی بنکوں کے لیے لازم قرار دیا کہ ہر اسلامی بنک خواہ ملکی ہو یا غیر ملکی، ایک شریعہ مشیر تعینات کرے جو بنک کی پراڈکٹس اور خدمات کی تیاری اور اس کے نفاذ کے حوالے سے شرعی راہنمائی کرے اور شریعہ آڈٹ کے ذریعے اس بات کی یقین دہانی کرائے کہ بنک میں تمام پراڈکٹس اور خدمات شریعت کے اصولوں کے مطابق ہو رہی ہیں یا نہیں[31]؟ اس سرکلر کے ساتھ

---

[29] بینک دولت پاکستان یا اسٹیٹ بینک آف پاکستان ملک کا مرکزی بینک ہے۔اس کا قیام ۱۹۴۸ء میں عمل میں آیا۔اس کے صدر دفتر کراچی میں قائم ہے۔ پاکستان کی آزادی سے پہلے ریزرو بینک آف انڈیا اس علاقے کا مرکزی بینک تھا۔پاکستان کی آزادی کے فوراً بعد یہی بینک ہندوستان اور پاکستان دونوں ممالک کا مرکزی بینک تھا۔یکم جولائی ۱۹۴۸ کو قائد اعظم محمد علی جناح نے اسٹیٹ بینک آف پاکستان کا افتتاح کیا۔

[30] پروفیسر ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ کی خدمات بحثیت چیئر مین شریعہ بورڈ بنک دولت پاکستان کی معلومات کے حصول کے لئے ڈائریکٹر شعبہ اسلامک بنکنگ، بنک دولت پاکستان کو چٹھی لکھی گئی جس کے جواب میں (چٹھی نمبر IBD-SD-1(1)/28393/2016) کے ذریعے ڈاکٹر محمود احمد غازی صاحب کی خدمات اور اہم فیصلوں کے بارے میں آگاہ کیا گیا۔

[31] مزید تفصیلات کے لئے دیکھیے:

SBP, Instructions and Guidelines for *Sharī'ah* Compliance in Islamic Banking Institutions, IBD Circular No. 2, Sate Bank of Pakistan, (2008) accessed October 18 2016, http://www.sbp.org.pk/ibd/2008/C2.htm

شریعہ ایڈوائزر کے حوالے سے ایک معیار بھی وضع کیا گیا جس میں شریعہ ایڈوائزر کی تعلیمی قابلیت اور تجربہ کی وضاحت شامل تھی۔ اس سرکلر کو تیار کرنے اور نافذ کرانے میں ڈاکٹر غازیؒ کا اہم کردار تھا۔

2. اسلامی بنکوں کے مالی معاہدے:

پاکستان میں اسلامی بینکاری کی دوبارہ ابتدا ۲۰۰۲ء میں ہوئی اور آپ اسٹیٹ بنک سے بحثیت چیئر مین شریعہ بورڈ ۲۰۰۳ء سے منسلک ہوے جو کہ اسلامی بینکاری کے ابتدائی ایام تھے۔ اس دور میں اسلامی بینکوں کے اسالیب تمویل کے حوالے سے تمام دستاویزات اور معاہدات آپ کی سرپرستی میں تیار کیے گئے۔

3. شریعہ گورننس فریم ورک:

چونکہ ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ کی مسلم دنیا کے معاشی نظام پر ایک گہری نظر تھی، اس لیے پاکستان میں اسلامی بینکاری کے بڑھتے ہوئے رجحان کے پیش نظر دیگر مسلم ممالک کی طرح اسلامی بینکوں میں ایک شریعہ گورننس فریم ورک بنانے کے لیے بنیادی کام کیا تاکہ اسلامی بنکوں کی پراڈکٹس اور خدمات میں شریعت کی پیروی کو زیادہ مؤثر بنایا جائے، اسٹیٹ بنک آف پاکستان نے ۲۰۱۴ء میں ایک تفصیلی اور جامع شریعہ گورننس فریم ورک جاری کیا جس کا اطلاق تمام اسلامی بینکوں، اور سودی بینکوں کی اسلامی شاخوں پر ہوتا ہے۔ یہ گورننس فریم ورک آپؒ کی وفات کے بعد جاری کیا گیا لیکن اس گورننس فریم ورک کا بنیادی کام ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ کے دور میں ہی کیا گیا۔

اس فریم ورک کے مطابق اسلامی بنکوں کے لیے لازم ہے کہ کم از کم تین علما پر مبنی شریعہ بورڈ تشکیل دیں جس کے ممبران میں سے ایک ممبر کل وقتی شریعہ مشیر کے طور پر بینک میں اپنی خدمات سرانجام دے گا۔ شریعہ بورڈ میں قانون، اکاؤنٹنگ اور معاشیات کے ماہرین بھی ضرورت کے پیش نظر علما کے علاوہ شامل کیے جاسکتے ہیں۔ شریعہ بورڈ کے ممبران تین سال کے لیے تعینات کیے جائیں گے جن کو دوبارہ منتخب کیا جاسکتا ہے۔ اس گورننس فریم ورک میں جہاں شریعہ سپروائزری بورڈ اور شریعہ ایڈوائزر کی ذمہ داریوں کی وضاحت کی وہاں شریعہ گورننس کے صحیح نفاذ کو چیک کرنے کے لیے اسلامی بنکوں میں مندرجہ ذیل آڈٹ بھی ضروری قرار دیے تاکہ اس بات کی یقین دہانی ہوسکے کہ شریعہ

ایڈوائزر اور شریعہ سپروائزری بورڈ کی ہدایات پر کما حقہ عمل ہو رہا ہے؟ [32] اس مقصد کے لیے مندرجہ ذیل اقدامات ضروری قرار دیے گئے:

- ہر اسلامی بنک کا ادارہ ایک شریعہ سپروائزری بورڈ تشکیل دے گا۳۳ جس کی ذمہ داری ہے کہ وہ اسلامی بنک کی تمام مصنوعات اور خدمات کے متعلق قواعد و ضوابط، طریق کار، معاہدات اور تشہیر کے مواد کا بغور جائزہ لے اور اس میں شریعت کی پیروی کو یقینی بنائے۔ اسلامی بینک کے معاملات میں فتویٰ جاری کرے جس پر عمل کرنا اسلامی بینک کے لیے ضروری ہے۔[33]
- شریعہ بورڈ کو اپنی ذمہ داریاں آزادانہ اور غیر جانب دارانہ ادا کرنی چاہییں۔ بورڈ آف ڈائریکٹرز کو اس بات کی یقین دہانی کرانی چاہیے کہ شریعہ بورڈ پر مینجمنٹ اور بورڈ آف ڈائریکٹرز کی طرف سے کسی قسم کا دباو نہیں ہونا چاہیے۔ اس حوالے سے اسلامی بینک مندرجہ ذیل ہدایات پر عمل کریں:[34]
  - شریعہ بورڈ ممبر کی تقرری کے خط میں شریعہ بورڈ ممبر کے کردار اور ذمہ داریوں کی وضاحت کی گئی ہو
  - شریعہ بورڈ کے ممبران کے لیے ضروری ہے کہ وہ بینک کی مینجمنٹ کا حصہ نہ ہوں۔ [35]
- تمام اسلامی بینکنگ کے ادارے شریعہ بورڈ اور بینک کی انتظامیہ کی مشاورت سے چیئرمین شریعہ بورڈ کے علاوہ ایک شریعہ بورڈ ممبر کو ریزیڈینٹ شریعہ بورڈ ممبر کے طور پر نامزد کریں گے جو کہ بنک کے روز مرہ کے معاملات میں راہنمائی کرے گا
- تمام اسلامی بنکوں میں ایک شریعہ آڈٹ یونٹ قائم کیا جائے گا جو کہ انٹرنل / اندرونی شریعہ آڈٹ ڈیپارٹمنٹ کا حصہ ہو سکتا ہے یا الگ سے آزاد یونٹ جو کہ بینک کے حجم پر منحصر ہے۔ اس یونٹ کا مقصد یہ ہے کہ اندرونی شریعہ آڈٹ (Internal Sharīʼah Audit) کے ذریعے بنک کے معاملات کو بغور چیک کرے تاکہ اس بات کی یقین دہانی ہو سکے کہ آیا معاملات شریعت کے مطابق ہیں یا نہیں؟

---

[32] مزید تفصیلات کے لئے دیکھیے:
Sharīʼah Governance Framework for Islamic Banking Institutions, IBD Circular No. 1, Sate Bank of Pakistan, (2015) accessed October 18 2016, http://www.sbp.org.pk/ibd/2015/C1.htm

[33] حوالہ بالا، ضمیمہ ۴۔۵

[34] حوالہ بالا

[35] حوالہ بالا، ص ۵

- اسلامی بنک کے معاملات پر ایک آزاد راے اور بنک کے معاملات کی شریعت کی پیروی کو چیک کرنے کے لیے اسٹیٹ بنک آف پاکستان نے مذکورہ شریعہ گورننس فریم ورک کے ذریعے تمام اسلامی بنکوں کے لیے لازم قرار دیا ہے کہ بیرونی شریعہ آڈٹ (External Sharī'ah Audit) بھی کروائیں۔

- **بطور شریعہ بورڈ ممبر خیبر اسلامی بنک:**

اسٹیٹ بنک آف پاکستان کے علاوہ ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ نے بنک آف خیبر کے شریعہ بورڈ میں بھی خدمات سرانجام دیں۔ آپ کو صوبائی حکومت خیبر پختونخواہ کی طرف سے شریعہ بورڈ کا رکن منتخب کیا گیا تھا، جبکہ شریعہ بورڈ کے چیئرمین پروفیسر خورشید احمد صاحب تھے۔ آپ نے ۲۰۰۳ء کے آخر تک بنک میں بطور شریعہ ایڈوائزر بھی خدمات سرانجام دیں۔ آپ نے بنک آف خیبر میں ۲۰۰۸ء تک ایک فعال رکن کی حیثیت سے خدمات سرانجام دیں۔ آپ حقیقی شراکت و مضاربت کی بنیاد پر اسلامی بینکاری کے قائل تھے جس کے لئے آپ نے بنک آف خیبر میں اس نوعیت کی متعدد مصنوعات (پراڈکٹس) بنانے میں نگرانی کی۔[36]

- **بطور چیئرمین شریعہ ایڈوائزری بورڈ تکافل پاکستان:**

ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ نے تکافل کے شعبے میں بھی اپنی گراں قدر خدمات سرانجام دیں، اس سلسلے میں ۲۰۰۶ء سے تکافل پاکستان[37] کے شریعہ بورڈ کے چیئرمین رہے۔ اس دوران ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ کی نگرانی میں تکافل پاکستان کی متعدد مصنوعات (پراڈکٹس) اور ان سے متعلق دستاویزات اور اشتہارات وغیرہ ڈاکٹر صاحب کی نگرانی میں ہی تیار ہوئے۔ تکافل پاکستان کے سابقہ صدر جناب کیپٹن جمیل اختر صاحب ڈاکٹر غازیؒ کی مہارت اور خدمات کے حوالے سے لکھتے ہیں:[38]

He personally went through each and every policy document, put up very informed queries and once fully satisfied, the Shariah Board

[36] ہم جناب محمد اسد صاحب سیکرٹری شریعہ بورڈ، بنک آف خیبر کے نہایت مشکور ہیں جنہوں نے ڈاکٹر محمود احمد غازی صاحب کی خدمات کے حوالے سے ہماری راہنمائی کی اور ہماری تحقیقی سوالنامہ کا تفصلی اور بروقت جواب دیا۔

[37] تکافل پاکستان، تکافل (اسلامی انشورنس) کی ایک معروف پاکستانی کمپنی ہے جو کہ ۲۰۰۶ء میں رجسٹرڈ ہوئی اور اس کا صدر دفتر کراچی میں ہے۔

[38] ہم جناب کیپٹن جمیل اختر صاحب سابقہ چیف ایگزیکٹو آفیسر تکافل پاکستان کے نہایت مشکور ہیں جنہوں نے ڈاکٹر محمود احمد غازی صاحب کی خدمات کے حوالے سے ہماری راہنمائی کی اور ہماری تحقیقی سوالنامہ کا تفصلی اور بروقت جواب دیا۔

headed by him, duly issued to the Company, a formal 'Shariah Compliance Certificate'. This was the first time in Pakistan that a Takaful company had been issued with such Shariah Compliant Certificate, duly signed by all the members of Shariah Supervisory Board of the Company.

ڈاکٹر صاحب بذات خود تمام دستاویزات کو دیکھتے تھے اور ان کے متعلق سوالات کرتے جب تک کہ ان کی سربراہی میں شریعہ بورڈ مکمل طور پر مطمئن نہ ہو جاتا، جس کے بعد شریعہ بورڈ کی طرف سے شریعت کے مطابق ہونے کا سرٹیفکیٹ جاری کیا جاتا۔ یوں پاکستان میں پہلی دفعہ کسی تکافل کمپنی کو شریعت کے مطابق ہونے کا سرٹیفکیٹ کمپنی کے شریعہ بورڈ کے تمام ممبران کے دستخطوں سے جاری ہوا۔